مجھے تم سے کچھ کہنا ہے

م۔ احمد ایم۔ اے

تعارف

لیڈیز اینڈ جنٹلمین! اور وہ بھی جو نہ لیڈیز ہیں اور نہ جنٹلمین!

میں کوئی لیڈر نہیں :۔۔۔ کیونکہ میں آج تک اپنے ضمیر کو یہ یقین نہ دلا سکا کہ بادشاہت یا وزارت میرا پیدائشی حق ہے

میں سیاستداں نہیں :۔۔۔ کیونکہ میرا ضمیر میرے قابو میں نہیں۔

میں کوئی شیرِ وطن نہیں :۔۔۔ کیونکہ میں ایک انسان ہوں۔

جنوری ۱۹۷۸ء

کتابت :۔ اظہر بجنوری

طباعت :۔ کوہ نور پرنٹنگ پریس۔ لال کنواں دہلی

قیمت :۔ چار روپے (۴/-)

ملنے کا پتہ :۔ مکتبہ غالب ۸۳۵۔ عابد بلڈنگ۔ بلیماران اسٹریٹ دہلی

میں کوئی ریفارمر نہیں :۔ کیونکہ خوش قسمتی سے کسی باؤلے
کُتّے نے مجھے نہیں کاٹا ـــــــ
میں ہر باؤلے کُتّے سے آڑی
کاٹ کر نکل گیا ـــــ!
میں کوئی علّامہ نہیں :۔ کیونکہ میں اپنے علم کی کمی کو جوشِ
تقریر میں چھپا نہیں سکتا۔
میں ایک پیشہ ور ادیب نہیں :۔ کیونکہ میرا پیشہ زندگی، روزگار سے
وکالت ہے۔
آتے ہیں غیب سے یہ مضامین خیال میں ؟ ـــ نہیں ـــ کیونکہ
جو کچھ لکھا ہے وہ تجربات اور
مشاہدات کا ہی حاصل ہے ـــــ
کوچوں بازاروں اور کچہریوں میں
جو دھکّے کھائے اور لغزشیں
دیکھیں ان کا ہی حال لکھا ہے۔
اس کتاب کے کردار کہاں ملے ؟ ـــ چلتے پھرتے ـــــــ
سرِ راہے ـــ گاہے گاہے ـــ
ستائش کی تمنا یا صلہ کی پرواہے۔ ؟ ـــ نہیں ـــ کیونکہ

ان کی توقع ہی نہیں۔

یہ کتاب کیوں لکھی ؟ —— "مجھے تم سے کچھ کہنا ہے"

زندہ قوم کی پہچان

زندہ قوم کی ایک پہچان یہ ہے کہ وہ خود پر بھی ہنس سکتی ہے —— اور دوسری پہچان یہ ہے کہ وہ مصیبت میں بھی ہنس سکتی ہے۔

۱

دو دُلہنیں ایک ساتھ آئیں

جان سٹھ میں دو دُلہنیں ایک ساتھ اُتریں۔

بات یہ ہوئی کہ خلیفہ تتیے صاحبزادے کی شادی کرنے دلدارنگر گئے تھے ——— وہ دُلہن کی خالہ سے اپنا بھی نکاح پڑھوا آئے۔

ان کے لئے فلم دیکھنے بھی ضروری تھے

خواجہ کلاں ہفتہ میں دو پکچر دیکھنے تھے ———

کسی نے کہا ——— خواجہ صاحب ! یہ عمر اور فلموں کا یہ شوق۔ کیا عجیب بات ہے۔ ؟

خواجہ کلاں بولے ——— بھائی صاحب اگر فلم نہ دیکھوں تو گھر میں نہ بیوی کی باتیں سمجھ میں آئیں اور نہ بچوں کی ——— !

حاجی اللہ ہُو ـــــ اور ان کے موڈرن صاحبزادے

حاجی اللہ ہُو ـــــ کی چار بیویاں تھیں ـــــ ان کے صاحبزادے میاں دلدارو، موڈرن تھے ۔ ان کی بیوی ایک نہ تھی ـــــ البتہ وہ بہ یک زمانہ چار سے محبّت کرتے تھے ۔

مولوی قلندر علی کا ایثار

مولوی قلندر علی نے مِس چنبیلی بائی سے نکاح کرلیا ـــــ ان کو مزید گناہوں سے بچانے کے لئے ۔

بات مجبُوری کی تھی

مرزا صاحب کا لاڈلی بیگم صاحبہ کے ساتھ نکاح اُتنا پُرانا ہو چکا تھا ـــــ کہ اب ان کے لئے محبت کے علاوہ کوئی اور چارہ کار نہ رہا تھا ۔

دہلوی

اپنے شیخ جی ـــــ دِلّی کی اس گرمی کے تپے ہوئے ہیں ۔ جس

کے سامنے نادر شاہ بھی نہ ٹھہر سکا تھا ــــــ اور بھاگ گیا تھا۔

شیخ جی کیوں برت کے قائل نہیں ۔ ؟

خدا نے شیخ جی کو ایسا قوی ہاضمہ دیا ہے۔ کہ وہ برت یا مرن برت کے کبھی قائل نہیں ہوئے۔

اقبال سے شکایت

اقبال نے اللہ میاں سے شکوہ کیا تھا ــــــ

مجھے اقبال سے ایک چھوٹی سی شکایت ہے اور وہ یہ کہ انھوں نے مردِ مومن کو 'مَیں' یعنی انسان بنانے سے پہلے اسے سُپرمَین (فوق البشر) بنانے کی کوشش کی۔

کہاں میخانہ کا دروازہ غالب اور کہاں واعظ
پر اتنا جانتے ہیں کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے

مرزا غالب کو غلط فہمی ہوئی ــــــ حضرتِ واعظ تو

میخانہ گئے تھے ـــــــ وہاں مے نوشی کے خلاف وعظ کہنے ۔

ــــــــــ

ان کو فرصت نہیں

رندِ میخوار کو پینے سے فرصت نہیں ـــــــ حضرت ناصح کو کھانے سے فرصت نہیں ۔

شیخ فیضی کے وارثوں میں لڑائی

شیخ فیضی کے وارثوں میں مرحوم کے روپے پیسے کے لئے اور یہاں تک کہ اُن کی ٹوپی اور جوتے کے لئے ـــــــ خوب لڑائی ہوئی ـــــــ البتہ کوئی اپنے حصّہ میں ان کی لائبریری لینے کو تیار نہ تھا ـــــــ کیونکہ صاحبزادگان میں سے نہ کوئی فارسی جانتا تھا ۔ اور نہ اردو !

ــــــــــ

جہالت کا بُرقعہ

جہالت کا برُقعہ دنیا اور زندگی سے پَردہ ہے ـــــــ دنیا اور زندگی سے غیریت بلکہ بیزاری ہے ـــــــ

ــــــــــ

بلّی حج کو ضرور جائے گی

بلّی بھی حج کو جائے گی ـــــــ ضرور جائے گی۔ ذرا نو سو چوہوں کی تعداد تو پوری ہو جائے۔

پھر نہ کہنا کہ ہمیں خبر نہ ہوئی

مولوی قلندر علی جنّت کے پلاٹ سستے داموں بیچ رہے ہیں ـــــــ!

پوچھتے ہیں وہ کہ غالب کون ہے؟
کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا؟

مرزا غالب سے بڑا کوئی دہلوی نہ تھا اور نہ شاید کبھی ہوگا۔ ـــــــ لیکن اب دِلّی والے ہی پوچھتے ہیں کہ غالب کون تھے۔؟ رہی غالب کی زبان تو وہ تو مدت ہوئے متروک ہو چکی آؤٹ آف فیشن ہو چکی ہے۔

تیس ۳۰ سال کے وعدے

اُردو نے نیتا مل جی سے کہا :- ؎

ترے وعدے پر جئے ہم، تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

غیریت کا اثر

یارانِ وطن نے بھائی رُحمّن کے ساتھ وہ غیریت برتی کہ وہ بھی خود کو سچ مچ پردیسی سمجھنے لگے۔ اور اپنا وطن پھپھوند اور جانٹھ کی بجائے غور اور غزنی لکھوانے لگے۔

ان کو دولتِ خداداد کی قدر نہیں

پاکستان کے بھائی ممّن کو اپنے جداوطن اور آزادی

کی قدر نہیں ــــــ کیونکہ ان کو بھائی رحمّن کی خانہ ویرانی

اور غریب الوطنی کا تجربہ نہیں۔

سب سے بڑی سُنّتِ رسولؐ

مردِ مومن کو نہیں معلوم کہ سب سے بڑی سُنّتِ رسول

ترکِ رسوم ہے ــــــ!

ابوجہل اور ابی لہب قدامت پرست اور رسوم پرست

تھے ــــــ وہ اپنے بزرگوں کے رسوم و رواج ــــــ اُن

کے چلن ــــــ اُن کا طرزِ زندگی ــــــ ان کے عقیدے

اور اُن کے پُوجے ہوئے بتُوں کو چھوڑنے کے لئے تیار نہ تھے۔

رسول اللہ کا پیغام انقلاب تھا —— انھوں نے اپنے بزرگوں کی غلط رسموں، ان کے غلط عقیدوں اور جھوٹے خداؤں کے آگے جُھکنے سے انکار کر دیا۔

وہ بزرگوں کی غلط رسموں اور رواج کے خلاف عمر بھر لڑتے رہے۔

مردِ مومن کا مذہبی جوش

مردِ مومن کے مذہبی جوش کے آگے مِس عقل ٹھہر نہیں سکتیں —— بھاگ کر دُور کُفر کے کیمپ میں پناہ لیتی ہیں۔

اِسلامی نظام

اسلامی نظام ــــــ ایک سحر انگیز نعرہ ہے ــــــ

اسلامی نظام ــــــ ان دو لفظوں پر تو سب مردانِ

مومنین کا جذباتی اِتّفاق ممکن ہے ــــــ

لیکن

اسلامی نظام کیا ہے ؟ ــــــ اس سوال پر مومنین کے

درمیان اختلافات کا پٹارا کھل جائے گا۔

کون سے مفتی صاحب کا اسلامی نظام ــــــ ؟

کون سے مولوی صاحب کا اسلامی نظام ــــــ ؟

مولانا جماعت علی شاہ صاحب کا "اسلامی نظام"

مولانا وحدت علی شاہ صاحب کے لئے کفر کا نظام ہے۔

اور

مولانا وحدت علی شاہ صاحب کا "اسلامی نظام" مولانا جماعت علی شاہ صاحب کے نزدیک سراسر گمراہی ہے۔

نماز کی ادائیگی میں فروعی اختلافات ـــــــ مثلاً زور سے آمین کہنے اور نماز کے ہر ہر مرحلہ پر دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانے پر ـــــــ کفر کے فتوے چلے ہیں۔ اور مولویوں کے درمیان جنگ و جدال ہوئے ہیں ـــــــ ـــــــ علمارِ حق کے درمیان اِن احمقانہ اور فروعی اختلافات پر جو تھکا فضیحتی ہوئی، اس پر جنابِ شیطان بھی شرمندہ ہو گئے۔

کیا مولوی قلندر علی کے "اسلامی نظام" میں بیسویں صدی کے علومِ جدیدہ سائنس اور ٹیکنالوجی ـــــــ کی ریسیرچ۔ ایجادات اور ترقیات کے لئے جگہ ہے۔؟

مولوی قدامت علی ـــــــ اٹامِک ـ اور نیوکلیر۔

ایجادات ــــــ اور سیاروں کی سیر کے بارے میں کیا

فتوے دیں گے ؟

کیا اقتصادیات میں بجبٹ ۔ سود ۔ بینکنگ نظام کے

مسائل ــــــ علمار کرام کے فتووں سے حل ہوں گے ۔ ؟

معاشرتی زندگی میں عورتوں کا کیا مقام ہوگا ۔ ؟

کیا پردہ مردوں کی عقل پر ہی پڑے گا ــــ یا عورتوں

کے چہروں پر بھی ۔ ؟

کیا ٹیلی وژن پر انجمن آرار چہرہ پر نقاب ڈال کر

خبریں سنائیں گی ۔ ؟

کیا بیگم پارہ برقعہ اوڑھ کر فلموں میں پارٹ

ادا کریں گی ۔ ؟

یا

فلموں اور ٹیلی وژن میں عورتوں کا داخلہ ممنوع ہوگا۔ ؟

کیا پاکستان کے بھائی ممّن بغیر عورتوں کے فلم ۔ اور ٹیلی وژن دیکھ کر صبر جمیل کر سکیں گے۔ ؟

کیا پردۂ سیمیں پر فلمی ہیروئن کا حسین چہرہ دیکھے بغیر بھائی ممّن کے ٹکٹ کے پیسے وصول ہو جائیں گے ۔ ؟

بھائی ممّن کو ایسے فلم دیکھ کر جن میں مرد ہی مرد ہوں گے۔ اجرِ عظیم تو حاصل ہوگا لیکن مزا بالکل نہیں آئے گا۔

یا سرے سے فلم اور ٹیلی وژن ممنوع ہوں گے۔ ؟

اگر ایسا ہوا تو پھر بھائی ممّن حج کو جانے کی بجائے بہ ہزار شوق کسی دارالکفر میں آئینگے اور صرف فلم اور ٹیلی وژن دیکھیں گے ۔ اور باقی سب چیزوں سے

آنکھیں میچ لیں گے ۔

کیا مولوی جبار اللہ ۔ موسیقی ۔ نقاشی ۔ رقص و سرود ۔ ڈرامے اور تھیٹر کی اجازت دیں گے ۔ ؟

اگر کوئی ترقی پسند مولوی صاحب یہ فرماتے ہیں ۔ کہ ان کے اسلامی نظام میں سائنس ۔ ٹیکنالوجی ۔ علومِ جدیدہ ۔ نیوکلیر اور اٹامک ایجادات ۔ اسپٹنک ——— اپولو ——— اور پھر فنونِ لطیفہ اور موسیقی سب کے لئے جگہ ہے ۔ ؟

تو پھر موجودہ نظام اور اسلامی نظام میں فرق کیا ہے ۔ ؟

——— پھر اسلامی نظام کا نعرہ کیوں ۔ ؟ ———

الیکشن کے لئے ۔ ؟

کیا اسلام کے بنیادی اصولوں اور تعلیمات کی بنا پر

ایسے معاشرہ کی تعمیر ممکن نہیں جو موجودہ زمانہ کے تقاضوں
اور ضرورتوں کے عین مطابق ہو۔؟

اسلام ـــــ قدامت پرستی ـــــ رسوم پرستی ـــــ
کٹّرپن ـــــ تعصّب کے خلاف ہے۔ اس نے مسائل کے
حل کے لئے عقل کو رہنما بنایا ہے۔

اگر پاکستان کے بھائی ممّن نے اپنی بے عقلی سے ـــــ
کسی ایک فرقہ۔ جماعت یا کسی مولوی صاحب کا بے لچک۔
کٹّرپن کا مذہبی نظام اپنے اوپر مسلّط کرلیا ـــــ تو ملّت کا
شیرازہ بکھر جائے گا۔

فرقوں کے درمیان اعتقادات کی جنگ چھڑ جائے گی۔
ـــــ اسٹیٹ کی بنیادیں ہل جائیں گی ـــــ اور

ترقی کی ساری راہیں مسدود ہو جائیں گی ـــــــــ ملّت

انتشار۔ خلفشار اور مولویوں کے جنگ و جدال میں مبتلا

ہو جائے گی ـــــــــ اور شاید انتظار کرے گی، کسی.....

مصطفےٰ کمال پاشا کا ـــــــــ جو پیدا ہو یا نہ ہو۔

لکھنؤ کے شیعہ سُنّی فسادات ـــ!

فاطمہ بیوہ ہوئی ـــــــ کس کے ہاتھوں۔؟ ـــ ایک مردِ

مومن کے ہاتھوں۔

ننھّے بچّے۔ علی ـــ عثمان ـــ حسین یتیم ہوئے ـــ کس

کے ہاتھوں۔ ؟ ـــــ مردِ مومن کے ہاتھوں ـــ!

کیوں ؟ ـــــ کیا یہ فسادات ضروری تھے ـــــ ؟

پچھلے آٹھ نو سو سال میں یہ نہ ہوا ——

لیکن اب کیوں ہوا۔ ؟

ایک اللہ —— ایک رسول —— اور ایک قرآن
کے ماننے والوں نے ایک دوسرے کے چھُرے مارے۔

کیا انھوں نے کلمہ پڑھ کر چھُرے مارے۔؟ انھوں
نے ایک دوسرے کے گھروں اور دُکانوں کو آگیں لگائیں ——
کیا انھوں نے یہ سب کچھ اللہ اکبر کے نعرے لگا کر کیا۔ ؟
کیا یہ سب کچھ اسلام کی عظمت اور سربلندی
کے لئے ہوا۔ ؟

کیا یہ کام اللہ اور رسول کی خوشنودی کے لئے
کئے گئے۔ ؟

کیا انھوں نے پھر ایک بار اسلام کا پیغام ——

رواداری - اخوت - سلامتی اور امن کا دنیا کو پہونچایا - ؟

کیا انھوں نے لکھنوی تہذیب ، کلچر اور شرافت کا

ایک اور نمونہ دنیا کو دکھایا - ؟

— ۲ —

رام نام ست ہے

جب کوئی "نیو لیلیٰ"، کسی "نیو مجنوں" سے یہ کہے ——— کہ "میں صرف تم سے محبت کرتی ہوں ۔"

جب گواہ عدالت میں یہ حلف اٹھائے کہ "میں پرماتما کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں ۔ جو کچھ کہوں گا سچ سچ کہوں گا ۔ اور سچ کے علاوہ کچھ نہ کہوں گا ۔"

جب دوکاندار قسم کھا کر گاہک سے کہے "میں نے اس سودے میں تم سے ایک پیسے کا نفع نہیں لیا ۔"

جب داروغہ پولیس کہیں کہ "میں تو جنتا کا سیوک ہوں ۔"

جب بڑے بابو گول گپّے یہ کہیں کہ "میں تو پبلک سرونٹ ہوں ۔"

جب نیتا مل جی یہ کہیں کہ "میں صرف غریبوں کے لئے لڑ رہا ہوں

اپنے لئے نہیں ــــ"

جب بلّی چوہوں کو شانتی اور اہنسا کا پیغام دے۔

تو اور کچھ کہنا۔ بس یہ کہنا ــــ رام نام ست ہے ــــ

ست بولو گت ہے۔

ڈاکٹر گگڑوں کوں نے ثابت کردیا

ڈاکٹر گگڑوں کوں نے کہا ــــ دیکھو! امریکہ اور یوروپ بلکہ ساری موڈرن دنیا ہماری روحانی قیادت کی طالب ہے۔ وہ سائنس اور ٹیکنالوجی سے بدزل اور بیزار ہوکر ہم سے رُوحانی فیضان حاصل کرنا چاہتی ہے۔

ڈاکٹر جھبرو :۔ لیکن اس کا ثبوت ۔؟

ڈاکٹر گگڑوں کوں :۔ ثبوت میرے پاس ہے۔ میں ابھی پیش کرتا ہوں۔

پھر ڈاکٹر گگڑوں کوں نے ایک موٹی سی کتاب اٹھائی اور حاضرین کو دکھائی اور بولے :۔

"محترم حاضرین! یہ کتاب جرمن فلاسفر ڈاکٹر جمبورا کی لکھی ہوئی ہے۔ اس کتاب کا نام ہے ۔ "نجات کا راستہ"

سنیئے ! جمبورا نے اس کتاب کے صفحہ چار سو بیس پر لکھا ہے
—— " مشرق اپنی قدامت ۔غربت اور پسپت حالی کے
باوجود ہم کو انسانیت کی دولت دے سکتا ہے ۔"
پھر ڈاکٹر ککڑوں کوں نے ایک اور کتاب اٹھائی اور اسے
اُچھالا —— " یہ دوسری کتاب ہے ۔ اس کا مُصنّف
ہے ۔ انگریز سائنسداں مسٹر جانی سن ۔کتاب کا نام ہے ۔
" روشنی کی تلاش "۔

مسٹر جانی سن نے اپنی کتاب کے صفحہ انیس سطر انیس
پر لکھا ہے ۔

' ہم نے مشرق پر صدیوں حکومت کی لیکن سورج آج بھی مشرق
سے ہی طلوع ہوتا ہے —— روشنی مشرق سے ہی
آئے گی ۔'

لوگ دیر تک تالیاں بجاتے رہے ۔

پھر ڈاکٹر ککڑوں کوں نے ایک تیسری کتاب اٹھائی اور وجد
کی حالت میں لٹّو کی طرح گھوم گئے —— پھر حاضرین سے
کہا —— " یہ کتاب ایک امریکن اسکالر ڈاکٹر ٹارنٹو کی ہے ۔ اس
کتاب کا نام ہے " سائنس کا پاگل خانہ " ڈاکٹر ٹارنٹو نے اپنی

کتاب کے صفحہ گیارہ پر لکھا ہے۔

"سائنس نے اپنے عجائبات اور شعبدوں سے امریکہ اور یوروپ کے لوگوں کے ہوش ہی اڑا دیئے۔ مجھے امریکہ اور یوروپ ــــ سائنس کا پاگل خانہ معلوم ہوتا ہے ــــ میں مشرق کی طرف جا رہا ہوں۔ جہاں ابھی تک لوگ گدھے کی سواری کرتے ہیں۔ اور کام کے وقت بھی 'تبادلۂ خیال' کرتے رہتے ہیں۔ ان کو رفتار کے مقابلہ میں روحانی سکون کی زیادہ قدر ہے۔"

پھر ڈاکٹر ککڑوں کوں نے کہا :۔

"حضرات! میں نے ثابت کر دیا کہ اپنے خواجہ مچھندر اور سائیں بھگندر نے دنیا کو جو سیاسی روحانیت کا پیغام دیا تھا۔ وہ درست ہے اور برحق ہے۔"

لوگ زور زور سے تالیاں بجاتے رہے ــــ ڈاکٹر ککڑوں کوں کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔

کام بند نہ ہوا

لندن پر بمباری ہوئی ــــ مسلسل ہوئی ــــ

ویٹ نام میں ہیفانگ پر بمباری ہوئی ــــ ہوتی رہی

——— لیکن وہاں بموں کی بارشوں میں بھی کام بند نہ ہوا۔

زندہ قوم میں کام کی لگن

ہم نے دیکھا کہ ایک زندہ قوم میں ——— ہر شخص اپنے کام میں منہمک تھا ——— اپنے فرض کی ادائیگی میں ——— اس نے کبھی دائیں بائیں مُڑ کر یہ دیکھنے کی کوشش بھی نہ کی۔ کہ اس کے علاوہ کوئی اور بھی کام کر رہا ہے یا نہیں۔

صرف ایک کشٹ

کسان ہزار کشٹ یا مصیبتیں اٹھاتا ہے۔ زمین کھودتا ہے۔ ہل چلاتا ہے، بیج ڈالتا ہے، پانی دیتا ہے۔ کھیت کی رکھوالی کرتا ہے۔ پھر فصل کاٹتا ہے۔

مزدور اپنی ہڈیوں سے پہاڑ توڑ کر جوئے شیر لاتا ہے۔

لوہار فولاد کو گلا کر کچھ بناتا ہے۔

لیکن اپنے دیش میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو ہزار کشٹ اٹھانے کی بجائے صرف ایک کشٹ اٹھاتے ہیں اور وہ یہ کہ ——— وہ صبر کے ساتھ فاقے کرتے ہیں۔

تمباکو کی لذّت

مرزا عیش ـــــ قورمہ ـ بریانی اور کباب کے مزے لے رہے ہیں۔

ناتواں دہلوی ـــــ چٹنی ـ چاٹ ـ اور مرچوں کے اچار کے چٹخارے لے رہے ہیں۔

شاہ جی کے لئے چھولے بھٹورے ـ آلو گوبھی کے پکوڑے، بھگوان کی سب سے بڑی نعمتیں ہیں۔

رند جام و مینا لئے جھوم رہے ہیں۔

مجنوں خالی پیٹ تصوّرِ جاناں کئے بیٹھے ہیں۔

بھلّن جی ـ نہار منہ تمباکو کی گولی منہ میں دبائے اس کی لذت لے رہے ہیں۔

مشرق میں فاقہ مستی بھی روحانی دولت ہے

استاد چیلن :ـــ مشرق کے یوگیوں اور صوفیوں نے فاقہ مستی کو بھی روحانی دولت سمجھ رکھا ہے۔

علّامہ چارلی :ـــ اسی لئے مشرق نے اپنی غریبی کو بھی سینے

سے لگا رکھا ہے۔

موت سے ڈرتے ہیں اور زندگی سے محبّت بھی نہیں

جنتا رام جی موت سے ڈرتے ہیں ـــــ اور زندگی سے محبّت بھی نہیں۔

تاجدار ـــــ جو بادشاہ نہیں تھے

استاد چپلین: ـــــ ہم نے بے تاج بادشاہ بھی دیکھے ـــــ اور سیاست اور سرکس میں ایسے تاجدار بھی دیکھے جو بادشاہ نہیں تھے۔

علامہ چارلی ـــــ استاد! ہم نے ایسے گرو گھنٹال بھی دیکھے جو ادروں کے گنجے سروں پر تاج اوڑھا کر خوش ہوتے تھے۔

ہمارے ہاں جوکر اور فلسفی میں زیادہ فرق نہیں۔

ہمارے ہاں جوکر اور فلسفی میں زیادہ فرق نہیں ـــــ اگر وہ دنیا کی صحیح تصویر ملیتیں کرنے کے لئے سر کے بل کھڑے

ہو جائیں تو فلسفی ہیں ـــــــ اور اگر وہ سر کے بل کھڑے ہو کر اور ٹانگیں چلا کر ـــــــ کرتب دکھانے لگیں تو جوکر ہیں۔

دیسی چور

چور نے کوتوال کو ڈانٹا ہی نہیں بلکہ اس کو ایک پاکیزہ زندگی کا درس بھی دیا۔

سیاسی برت

سیاسی برت رات کی تنہائی میں موسمبی کا رس یا گلوکوز کا پانی پینے سے نہیں ٹوٹتے بلکہ اور مضبوط ہو جاتے ہیں۔

وجے کا آسان طریقہ

انھوں نے بھی وجے پائی ـــــــ جو ہارنے والوں کے کیمپ سے فوراً فرار ہو کر وجے پانے والوں کے کیمپ میں جا شامل ہوئے۔ اور وجے کے نعرے لگانے لگے۔

کیا پڑوس سے جنگ ضروری ہے؟

یہ برّصغیر کی روایت ہے ——— کہ اگر پڑوسیوں سے صلح ہو گی تو گھر کے اندر لڑائی شروع ہو جائے گی۔

ہِز میجسٹی

آنریبل منسٹر کے داماد بادشاہ تھے ——— !

ولایتی رام جی کی قسمت

کیا بابو ولایتی رام جی کی قسمت میں یورپ کے اُترے ہوئے۔ اور آؤٹ آف فیشن کپڑے ہی ہیں ——— ؟

سنیچر دلال کی خوشی دُوگنی ہو گئی

سنیچر دلال کو خوشی ہوئی کہ بھگوان کی دیا سے ان کے ہاں پوتا ہوا ——— ان کی یہ خوشی اس وجہ سے دُوگنی ہو گئی، کہ اسی دن ان کے پڑوسی لیچر دلال کے ہاں پوتی ہوئی۔ اور ان کو اپنے پڑوسی پر ترس کھانے کا موقع ملا۔

دُور اندیشی کی شادی

جس نے دُور اندیشی سے شادی کی ــــــ اور دُلہن کی بجائے دُلہن کے باپ کو دیکھا، اور اِن کی مالی پوزیشن دیکھی، اس کے لئے ازدواجی زندگی، قید بامشقّت نہ رہی۔

وہ بچ کر نکل بھاگا

سنیچر دلال کو بہت دُکھ تھا ــــــ کہ مقروض نے سود کے پورے پیسے ادا کئے ــــــ لیکن بے ایمان واپسی کا کرایہ جیب میں چھُپا کر اور شریر میں خون بچا کر نکل بھاگا۔

بزرگوں کے نقش قدم پر

وہ اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پر ــــــ کھُلی نالیوں پر بیٹھے پیشاب کر رہے ہیں۔

غریب پڑوسی کی دعوت

لالہ لکھی رام کے ہاں شادی تھی ــــــ انھوں نے

اپنے ہاں دعوت میں جہاں بڑے بڑے شہریوں، افسروں اور سیٹھوں کو بلایا - اپنے پڑوسی گھاسی رام اور غریب داس کو بھی مدعو کیا۔

جب غریب داس اور گھاسی رام، خوشی خوشی دعوت میں پہنچے۔ تو لکھمی رام جی نے ان کا اس انداز سے استقبال کیا - گویا کہہ رہے ہوں —— "یہ سچ ہے کہ میں نے تم کو بلایا تھا لیکن اس کے یہ معنی تو نہ تھے کہ تم ضرور آتے —"

غریب داس کی پُتری لچھمی

جب پروفیسر حقیقت نے سنا کہ ان کے پڑوسی غریب داس نے اپنی پُتری کا نام لچھمی دیوی رکھا ہے —— تو وہ سوچ میں پڑ گئے کہ یہ کیا ہے —— غریب داس کی اپنی پُتری کے ساتھ بہت زیادہ محبت یا خود فریبی —— یا اپنی قسمت سے ایک چھیڑ۔

بے غرض اور ایثار کی زندگی

اپنے جنتا رام جی کی زندگی بے غرضی اور ایثار کی زندگی تھی —— کیونکہ وہ اپنے لئے نہیں جئے، بلکہ دیش کے

مچھروں کے لئے جئے۔

ہماری ترقی کی رفتار

ہماری ترقی کی رفتار کی کیا بات ہے ــــــــ جیسے میکے سے دُلہن چلنے لگے جانب سُسرال ــــــــ

ہماری قدامت پرستی

ہماری قدامت پرستی کا یہ عالم ہے ــــــــ کہ ہزاروں سال سے نہ لنگوٹ کے سائز میں تبدیلی آئی، نہ اس کے اسٹائل میں۔

فاسسٹ فرقہ پرست تحریک کے مقاصد

فاسسٹ فرقہ پرست تحریک اور تنظیم کے مقاصد میں ــــــــ جدید ترین نیوکلیر ہتھیار اور ہزاروں سال پرانی سنسکرتی دونوں شامل ہیں۔

مسائل کا دیش

اور دیشوں کے کچھ مسائل ہوں گے ــــــــ اپنا

دلیش تو ہے ہی مسائل کا دلیش۔

ایک خالص دیسی انڈسٹری

ہمارے مذہبی اور روحانی سماج میں ایسے منظّم گروہ ہیں جو بچے چُراتے ہیں ـــــ پھر ان کے کان، ہاتھ، پیر کاٹ کر اُن کو اپاہج اور قابلِ رحم بناتے ہیں ـــــ تاکہ ان کے ذریعہ رحم دل جنتا سے خیرات وصول کی جائے ـــــ یہ بھی ایک خالص دیسی انڈسٹری ہے۔

ایک بڑی سودیشی انڈسٹری

یہ سچ ہے کہ ہم کو قرونِ وسطیٰ میں غلاموں اور کنیزوں کے نیلام کے قصّوں سے گھن آتی ہے ـــــ لیکن آج بھی ہمارے سماج میں ایسے منظّم گروہ ہیں ـــــ جو لڑکیوں کو چُراتے ہیں۔ اور ان کو طوائفوں کی تربیت دیتے ہیں ـــــ اور پھر بازار کے سودے کی طرح ان کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔

ان کی ایک بڑی مارکیٹ ہے ـــــ بے شمار انسانوں کا اس کاروبار پر گذر ہے ـــــ پھر وہ سماج کے

اونچے طبقوں اور اشراف کے لئے سامانِ عیش مہیا کرتے ہیں۔
——— یہ بھی ایک بڑی سودیشی انڈسٹری ہے۔

غریبوں کی نمائندگی

ہز ایکسیلنسی ماسٹر مفت لال جی نے راج محل میں مہمانوں کی خاطر تواضع پہلے بادام، پستہ، چلغوزہ اور کشمش سے کی۔
——— اور آخر میں ان کو ایک چاندی کی کٹوری میں بھنے ہوئے چنے پیش کئے۔ اور بولے ——— "مجھے تو چنے ہی پسند ہیں۔ چنے غریبوں کی مرغوب غذا ہے۔ اور میں غریبوں کا ہی ایک ادنیٰ نمائندہ ہوں۔"

نیتا مل جی کیوں تیل مالش کرا رہے ہیں۔؟

نیتا مل جی جو بھی کام کر رہے ہیں، وہ غریبوں کی فلاح کے لئے کر رہے ہیں۔ وہ اپنی تیل مالش کرا رہے ہیں ——— تاکہ وہ ناتوانوں اور غریبوں کے لئے اور زیادہ قوت سے لڑ سکیں۔

سچّے نمائندے

نیتا مل جی ——— اپنے بھاشنوں میں روڑا رام کے احساس وجذبات کی پوری طرح ترجمانی کرتے ہیں - پھر وہ ملکی سیاست میں ان کے مفادات کی نگرانی بھی کرتے ہیں ——— نمائندگی کے یہ معنی تو نہیں کہ وہ روڑا رام کی طرح لنگوٹ باندھ کر دھوپ میں پتھر کوٹیں -

اُمیدوار

اچانک لالہ گھمنڈی مل نے گھاسی رام ، گھسیٹا مل ، پھٹکی رام اور بھائی مسیتا کو جُھک جُھک کر سلام کرنے شروع کر دیئے ——— اس سے ہی پتہ لگ گیا کہ گھمنڈی مل جی اس الیکشن میں کھڑے ہو رہے ہیں -

وہ الیکشن کیوں نہیں ہارے ؟

بھائی سقراطو نے بتایا کہ میں الیکشن میں اس لئے نہیں ہارا کہ میں الیکشن میں کھڑا ہی نہیں ہوا تھا -

۳

عشق اور شادی کے ایکسیڈنٹ

کچھ پتہ نہیں کہ ایک ہندوستانی فلمی ہیرو کو عشق اور شادی کے حوادث کب اور کیسے پیش آجائیں۔

ہیرو مِل مالک سیٹھ کروڑی مل کے پاس نوکری مانگنے جائے ——— وہ اس کو ایک جیب کترا سمجھ کر باہر نکالدیں۔ لیکن ان کی لڑکی نیلم اس کو دیکھتے ہی دل دے بیٹھے۔

وہ سڑک پر ایک محبوبہ کی موٹر سے ایکسیڈنٹ کا شکار ہو اور وہ اپنے اس شکار کو دیکھتے ہی اُس پر عاشق ہو جائیں۔

ہیرو اپنے سائیکل کا پنکچر لگوانے جائے۔ اور ایک دلہن کے ساتھ ——— سہرا باندھے ——— اُسی کی کیڈی لاک، کار میں لوٹے۔

سنسنی خیز خبروں کی ضرورت ہے

بابو کھٹکی کو خبریں نہیں ــــــ بلکہ سنسنی خیز خبریں چاہئیں ــــــ مثلاً" یہ کہ برہمی بابو بغیر شادی کے ہی صاحبِ اولاد ہو گئے۔

یہ کہ شادی کے دوسرے راؤنڈ میں دولہا۔ دُلہن دونوں کی ہی جنس بدل گئی۔

یہ کہ نشہ بندی کمیٹی کے پردھان کی شربت کی بوتل میں سے وہسکی نکلی ــــــ!

یہ کہ ہٹلر وید سوکھے لال جی کی طاقت کی گولیاں کھاتا تھا۔

نپولین کی ناتجربہ کاری

نپولین نے یہ کہا تھا کہ دنیا میں کوئی بات ناممکن نہیں ــــــ شاید اس کا واسطہ ایسی محبوبہ سے نہیں پڑا ــــــ جو عاشق کی ہر پٹیشن پر یہی کہتی تھیں ــــــ "نو نان سینس ــــــ نو، نان سینس"

خرمستی

جب کبھی حضرت انسان نے جنابِ خر کو شوق و مستی کی حالت میں دیکھا ——— تو ان کو جنابِ خر پر بڑا ہی رشک آیا۔

ایک صفت کے دو نام

سر منڈے شیخ معصوم کو کوئی نیک اور جنتی کہتا تھا ——— اور کوئی کہتا تھا کہ وہ نرے بدھو اور احمق ہیں۔

بے تکلفی، صحت کیلئے مفید ہے

بے تکلفی طولِ عمرہ ——— بے تکلفی اور ڈھٹائی ——— صحت اور درازیٔ عمر کے لئے اچھی ہیں۔

مس شیریں کی لہک چہک

مس شیریں کی نرم و نازک لہک چہک ——— جنرل شیر خاں کی گرج اور دھاڑ سے کم مؤثر نہیں ——— کم فاتح نہیں۔

جلوۂ عُریاں

شیخ جی نے تانک جھانک والے عاشق کو مژدہ سنایا ـــــ
پیارے وہ دن جلد ہی آنے والا ہے ـــــ جب محبوبائیں
کپڑے اتار کر بازاروں میں شوپنگ کے لئے جایا کریں گی ۔

رنڈوؤں کی غم گُساری

رانڈ کو رنڈوؤں کی ہمدردی اور غم گُساری نے چَین سے
بیٹھنے نہ دیا۔

سنیچر دلال کی غریب داس کے ساتھ ہمدردی

جب سیٹھ سنیچر دلال نے غریب داس کی غربت اور مُصیبت
کی داستان سنی تو انھوں نے اپنے دربان کو بلا کر کہا ـــــ
"اس کی باتوں سے میرا دل کٹا جاتا ہے ۔ اس کو فوراً باہر نکال دو"

بلّی نے لنچ کھا کر دُعا کی

بلی نے لنچ کھایا ـــــ اور جن چوہوں کا شریر

کام میں آگیا تھا۔ اس نے ان کی آتما کی شانتی اور انند کے لئے دُعا کی۔

بابو بھمبے بھوں کی بھاری آواز

بابو بھمبے بھوں کی آواز بھاری ہے ـــــــ وہ اپنی ہلکی باتیں بھی اپنی بھاری آواز میں ہی کرتے ہیں۔

وہ اپنے پیٹ کی مڑوڑ۔ دماغ کی خشکی۔ راتوں کی بیخوابی۔ نیز اپنے روزمرّہ کی حماقتیں بھی اپنی بھاری آواز میں بیان کرتے ہیں۔

ماسٹر شدّن کو سر کی ضرورت ہے

اسناد چیلین نے جنتا رام جی کو بتایا ـــــــ:

"اپنے باربر ـــــ ماسٹر شدّن کو اپنے کاروبار کے لئے تمہارے سر کی ضرورت ہے ـــــ"

مگرمچھ کی عقیدت مندی

آج مگرمچھ نے بڑی عقیدت مندی کے ساتھ سائیں کھگند

اور صوفی مچھندر کے سیت اور اہنسا پر بھاشن سُنے ____
مگر مچھ پر رِقّت طاری ہوگئی ۔ اور وہ دیر تک روتے رہے ۔

ایثار

اندھیری رات میں بزم کو روشن رکھنے کے لئے شمع
جل گئی ۔

وہ ایک فلمی گیت گنگنا رہے تھے

بابو تھمبے بھوں ایک فلمی گیت گنگنا رہے تھے ۔
استاد چیلین نے کمال ہمدردی سے پوچھا :۔
سرکار ! آپ کے گلے میں کب سے تکلیف ہے ۔؟
علاّمہ چارلی بول پڑے :۔ معلوم ہوتا ہے سخت تکلیف ہے ۔

شام کا بھُولا

جو عاشق شام کا بھُولا صبح سویرے گھر آجائے ____

اسے بھولا نہیں کہتے ۔

سادھو اور ناری کی مُڈبھیڑ

جب جب سادھو اور ناری کی مُڈبھیڑ ہوئی تو ہمیشہ ناری ہی جیتی ـــــــ سادھو کا ایمان بھی گیا اور ناری بھی اس کے ہاتھ نہ آئی ۔

چھبّن چھُری سے ملاقات کی آرزو

نزاکت علی لکھنوی بولے :-

اگر فرسٹ ایڈ کا سامان ساتھ ہو تو پھر ہم بھی چھبّن چھُری سے مل آئیں ۔

تجربہ کار اور کامیاب دولہا

اگر مس جوُئی ایک تجربہ کار دُلہن تھیں ۔ تو خلیفہ تیتے بھی ایک تجربہ کار اور کامیاب دولھا تھے ۔

کپتان شیر علی خاں کی کمزوریاں

کپتان شیر علی خاں کی کچھ کمزوریاں ان کے بچّوں کو معلوم ہیں۔ اور ان سے زیادہ ان بچّوں کی مَمّی کو معلوم ہیں۔

کوئی ہمیں اٹھائے کیوں؟

چھڑیرے سانڈ کھاری باؤلی کی سڑک پر بیٹھے ۔۔۔ شاید مرزا غالب کا یہ شعر گنگنا رہے تھے۔ ؎

دیر نہیں، حرم نہیں، در نہیں، آستاں نہیں
بیٹھے ہیں رہ گزر پہ ہم کوئی ہمیں اُٹھائے کیوں

بزرگوں کی ضرورت

بزرگ بلا ضرورت اور بلا وجہ ہو لیتے رہتے ہیں ۔۔۔
وہ سب کی خیر و عافیت کے لئے چِنتا کرتے رہتے ہیں ۔۔۔
وہ بلا مانگے سب کو دعائیں دیتے ہیں ۔۔۔
وہ بلا طلب سب کو نصیحتیں کرتے ہیں ۔۔۔
اور پھر یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے چھوٹوں کا کام ان کے

بغیر چل نہیں سکتا ـــــ اور ان کو ان کی سرپرستی کی سخت ضرورت رہتی ہے۔

دِلّی والوں کے چہرے کیوں پہچانے نہیں جاتے؟

دِلّی والوں کے چہرے اس وجہ سے کبھی پہچانے نہیں جاتے کہ ان کے ہاں اکثر کوئی نہ کوئی نادر شاہ مہمان رہتے ہیں۔

وہ بھجکّڑ نہیں ہیں

سنیچر دلال نے اپنے پُتر سوم سے کہا ـــــ پُتر جو اپنی چھتری بھول کر کسی دوسرے کی نئی چھتری اٹھا لائے اُسے بھجکڑ نہیں کہتے۔

سوّروں کی سوشل لائف

کون کہتا ہے کہ سوّروں کی سوشل لائف نہیں ہوتی ـــــ ان میں بھی سوشل لائف ہے۔ اور ہم سے زیادہ ہے۔

جو چور پکڑے نہ گئے

جو چور پکڑے نہ گئے ـــــــ وہ ساہوکار تھے۔ ـــــــ کوتوال تھے ـــــــ شاہ تھے۔

بغیر کام کے مصروفیت

کچھ لوگ خاص کر سوشل ورکر کوئی کام نہ کرتے ہوئے بھی مصروف نظر آتے ہیں۔

اخبار کا مطالعہ

بھائی خبردار۔ اس گہری سنجیدگی سے اور تشویش کے ساتھ اخبار پڑھتے ہیں ـــــــ جیسے مہابلی اکبر بادشاہ اپنی سلطنت کی اطراف وجوانب سے آئی ہوئی افسرانِ بالا کی رپورٹیں پڑھ رہے ہوں۔

بیکاری اور فرصت

کچھ لوگ باقاعدگی سے جلسوں اور جلوسوں میں جاتے

ہیں ـــــــ اور قومی کاموں میں دلچسپی لیتے ہیں بوجہ
بے کاری اور فرصت کے ۔

سمپورن ودھوان

انگلستان کے وزیراعظم لائڈ جارج اور چرچل ـــــــ
امریکہ کے صدر روزویلٹ اور کنیڈی صرف سیاست داں
تھے اور کچھ بھی نہیں ـــــــ فرانس کے ڈیگال ایک
سپاہی تھے، اور نیم سیاست داں، اور بس ۔
لیکن اپنے نیتا آنریبل چھٹنکی لال جی ہمہ صفت موصوف ہیں
ـــــــ وہ سمپورن ودھوان ہیں، وہ سیاست تو جانتے ہی
ہیں ـــــــ وہ جوتش ۔ روحانیات ۔ اخلاقیات ۔ اقتصادیات
اور نیچر کیور کے بھی ماہر ہیں ـــــــ وہ دنیا کو رُوحانیت کا پیغام
دیتے ہیں ـــــــ اخلاقیات کا درس ـــــــ وہ
دنیا کی اصلاح کر سکتے ہیں ـــــــ ان کی اپنی اسپیشل اقتصادی
تھیوریاں ہیں ـــــــ وہ اپنے مخصوص نیچر کیور سے دنیا کے
ہر مرض کا علاج بھی کر سکتے ہیں ۔

۴

سائیں بھگندر کی صدا

سائیں بھگندر نے صدا لگائی :۔۔۔۔۔۔۔

غم نہ کر ۔۔۔۔۔۔ جو مر گیا سو امر ہو گیا۔

حضرت انسان سب سے بڑا معمّہ ہیں

حضرت انسان خود اپنے لئے سب سے بڑا معمّہ ہیں ۔۔۔۔۔۔

آدمی کی لاعلمی

آدمی کو سب سے کم معلومات خود اپنے بارے میں ہے۔

اس کو یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ کہاں سے آیا ہے۔ ؟ اور کہاں

جائے گا۔

فرق اور امتیاز

ایک شہنشاہ ـــــ اور ایک فقیر بے نوا ـــــ کی مٹی
میں کوئی پہچان ممکن ہے ـــــ ؟
راجہ بھوج اور ننوا تیلی کی راکھ میں کوئی فرق اور امتیاز ہے۔؟

کمسن بچہ

صد سالہ بزرگ بھی فطرت کا ایک بچّہ تھے ـــــ
ایک کم سن بچّہ۔

آج کی صبح شام کو ضرور پہونچ جائے گی

وقت گزر جائے گا ان پر سے بھی جو کچھ کریں گے ـــــ اور
اُن پر سے بھی جو کچھ نہ کریں گے۔
آج کی صبح شام کو پہونچ جائے گی۔ ان کے لئے بھی جو
دن جہاد زندگانی میں صرف کریں گے ـــــ اور ان کے
لئے بھی جو ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں گے۔ تصوّر جاناں

کیئے ہوئے ۔

متاعِ عمر ضائع گئی

جس نے بلا احساسِ زیاں ——— اپنے منٹ اور گھنٹے ضائع کر دیئے ——— اس نے اپنی عمر بھی ضائع کر دی ۔

ذہنی آزادی

جب جب سعادت مند بیٹوں نے اپنے بزرگوں کے بُت بنا کر ان کی پرستش کی تو ترقی ساکت ہو گئی ———

اور جب جب کسی آزاد منش بیٹے نے اپنے باپ دادا کی رسم و رواج اور ان کے پوجے ہوئے بتوں کے آگے جھکنے سے انکار کر دیا ۔ تو انسانیت نے ترقی کی ایک لمبی چھلانگ لگائی ۔

اللہ کے وائسرائے

یہ بھی حضرت انسان کی ستم ظریفی تھی ۔ کہ انھوں نے خود ہی اپنا تقرر بطور اللہ کے وائسرائے کے کر لیا ۔

یہ موجودہ لمحات ہی تمہارے ہیں

بھائی سقراطو نے کہا :-

جو لمحات گزر چکے وہ تمہارے نہیں رہے ـــــــ اور

جو لمحات آئیں گے وہ ابھی تمہارے نہیں ہیں۔

ـــــــ یہ موجودہ لمحات ہی تمہارے ہیں۔

پہلا قدم

ایک ہزار میل کی مسافت شروع ہوتی ہے ایک قدم سے

ـــــــ اگر یہ پہلا قدم ہی نہ اُٹھے گا تو ہزار میل کا سفر کیسے

طے ہوگا۔ ؟

انجام بخیر

پروانے گئے ـــــــ اور شمع کی لَو سے ٹکرا کر راکھ

ہو گئے۔

چیونٹے گئے ـــــــ خوب مٹھائی کھا کر بخیر و عافیت

لوٹے۔

دیوانے کا ہنسنا اور رونا

نہ دیوانے کے رونے میں مصلحت ہے ——— اور نہ اُس کے ہنسنے میں ——— دونوں ہی بے ساختہ ہیں۔

پیٹ عمر بھر خالی رہا

آدمی عمر بھر اپنے پیٹ کو بھرتا رہا ——— لیکن وہ آخر تک نہ بھرا ——— خالی ہی رہا۔

زندگی کی ذمہ داریوں سے فرار بُزدلی ہے

زندگی کی ذمہ داریوں سے فرار ——— !

خیالوں اور رومانوں کی طرف ——— !

غم ڈبونے کے لئے میخانوں کی طرف ——— !

رہبانیت کے لئے جنگلوں اور پہاڑوں کی طرف ——— ! ———

بُزدلی ہے۔

آدمی سب سے زیادہ جھوٹ کب بولتا ہے

ہمارے ہاں آدمی سب سے زیادہ جھوٹ مرنے والے کی تعریف میں بولتا ہے۔

مصلحت اور اقتدار

شیخ مصلحت بین نے ہمیشہ اقتدار علی خاں صاحب کے ساتھ طبلہ پر سنگت کی ہے۔

آدمی عمر بھر لڑکھڑاتا رہا

آدمی جوانی میں مدہوشی سے لڑکھڑایا ——— بڑھاپے میں کمزوری اور ناتوانی سے

بڑے عالم کی پہچان

بڑے عالم کی ایک پہچان یہ بھی ہے کہ وہ اپنے دیگر ہم عصر عالموں کی جہالت پر علی الاعلان اظہار افسوس کرتا رہے۔

افواہیں چھپ کر حقائق بن گئیں

جو باتیں اخبار میں چھپ گئیں وہ گپیں اور افواہیں نہ رہیں ــــــ بلکہ حقائق بن گئیں۔

جنٹلمین

آدمی اس حد تک جنٹلمین ہے۔ جس حد تک وہ اپنے اندر والے غنڈے کو چھپا سکے ــــــ اور چُھپا کر رکھ سکے۔

شیطان بدنام تھا

مقدس ہستیاں کامیاب رہیں ــــــ شیطان اس لئے زیادہ کامیاب نہ ہو سکا کہ اس کی شہرت خراب تھی۔

دولت اور نیکی کی ہوس

دولت اور نیکی کی بھی کیا بات ہے ــــــ جُوں جُوں یہ بڑھتی جاتی ہیں۔ ان کے لئے ہوس بھی بڑھتی جاتی ہے۔

نفس کے بغیر آدمی اَدھورا ہے

استاد چیلین :۔ ہمارے صوفی اور یوگی کہتے ہیں کہ آدمی نفس کو مٹا کر
ہی مکمل ہو سکتا ہے۔ لیکن سچ یہ ہے کہ نفس کے بغیر آدمی
اَدھورا اور نامکمل ہو جائے گا۔

پروفیسر حُققنس :۔ ہجڑا ایک مکمل انسان نہیں بلکہ ادھورا
انسان ہے۔

بھائی سقراطو :۔ نفس کو مٹانے کی ضرورت نہیں، اس کی
تربیت کی ضرورت ہے۔

کیا ہماری بد بختی ہمارے ستاروں میں ہے؟

بھائی سقراطو نے کہا :۔ ہماری بد بختی ہمارے ستاروں میں نہیں۔
بلکہ ہمارے غلط طریقِ فکر اور غلط طرزِ عمل
میں ہے۔

وہ سچ مچ ڈرپوک ہیں

جس آدمی کو ہر وقت یہ فکر رہے کہ لوگ اس کے بارے

میں کیا کہیں گے۔ ؟ ——— کیا سوچیں گے ؟
کیا رائے قائم کریں گے ؟ ——— وہ سچ مچ ڈرپوک ہے۔

مگر مجھے سب کے لئے روئے

ہنر ہولی نہیں مگر مجھے سب کے لئے روئے۔

شرم وحیا گندی بستیوں کی رہنے والی ہے

مس شرم وحیا صرف سلم یعنی گندی بستیوں میں رہتی ہیں ——— موڈرن اور شاندار کالونیوں میں نہیں۔

اندیشہ ناک طبیعت

اگر طبیعت "اندیشہ ناک" یا "اندیشہ پسند" ہو جائے۔ اور ڈرنے کی کوئی حقیقی وجہ سامنے نہ ہو ——— تو پھر آدمی موت سے اور دنیا کے خاتمہ سے ہی ڈرتا رہتا ہے۔

بے تاج بادشاہ

یہ کہنا غلط ہے کہ جتنے بھی بے تاج بادشاہ تھے ———

وہ سب پاگل خانہ پہونچے ـــــ کچھ دوڑ کر ایوان سیاست میں جا پہونچے ـــــ اور اونچی کرسیوں پر بیٹھ گئے ، اور تاجدار ہو گئے ۔

شیخ جی نے حق ادا کر دیا

شیخ جی مرنے والے کے ساتھ تھوڑی مرتے ـــــ انھوں کندھا دیا ـــــ تین مٹھی مٹّی ڈالی ـــــ اور مرحوم کی نیک کمائی کا پلاؤ کھا کر ـــــ اس کو ثواب پہونچا دیا ۔

گیدڑوں نے شیر کا شکار کیا

شیر نے نشے میں پہاڑ کی چوٹی سے چھلانگ ماری ـــــ اور مر گیا ۔
گیدڑ اپنے بہادری کا رونا رو رہے ہیں ۔ اور خود کو شاباش اور مبارک باد دے رہے ہیں ۔

شاعر کا بیمار ذہن

مشرقی شاعر کے بیمار ذہن کے لئے غم ہی ساری کائنات ہے ۔

عورت کی غیر معمولی صلاحیت

مرد کے مقابلہ میں عورت میں اس کی زیادہ صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ آدمی کے چہرے کے اتار چڑھاو ــــــ آواز کے زیر و بم اور اس کی نقل و حرکت سے اس کے ارادوں کو بھانپ لے۔

عورت میں یہ بھی صلاحیت ہے کہ جب وہ رو رہی ہو تو ہنستی ہوئی نظر آئے۔

بیچاری مرغی کو کوئی داد نہ ملی۔!

مولوی قلندر علی، شیخ نعمت اللہ کے ہاں کھانے پر مدعو تھے ــــــ ان کو لذیذ کھانوں میں مرغی کے کباب بہت پسند آئے۔

کھانے کے بعد انھوں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے شیخ نعمت اللہ کے دل میں نیکی ڈالی اور ان کو صحیح راستہ دکھایا۔ ــــــ کہ انھوں نے فلاح دارین کے لئے اس پُر تکلف دعوت کا اہتمام کیا۔

انھوں نے شیخ نعمت اللہ کے لئے دعا کی۔ کہ اللہ ان کو اور

نعمتیں اور برکتیں عطا کرے۔

انھوں نے شیخ جی کی بیگم صاحبہ کے کمال فن کی بھی داد دی۔کہ انھوں نے اتنے لذیذ کباب بنائے ـــــ اور دعا کی کہ اللہ ان کو بھی جزائے خیر دے۔

لیکن انھوں نے مرغی کے لئے ایک کلمۂ خیر نہ کہا ـــــ جس نے نذرِ جان پیش کی تھی ـــــ اور یہ ضروری بھی نہ تھا، کیوں کہ مرغی کو پیدا کیا گیا تھا بطور نعمت کے ـــــ اور اس کے کباب بنے۔یہی اس کا صحیح مصرف تھا۔

---

(۵)

قبل از وقت بلوغت

بچّے ——— فلموں اور ٹیلی وژن کی بدولت قبل از وقت ہشیار اور بالغ ہو رہے ہیں۔

خطرناک سچ

علّامہ ابو دانش ابنِ خلا نے علّامہ بے دُم کو اپنی ایک فاش غلطی کا قصہ سنایا" اور پھر کہنے لگے ——— "علّامہ تم کہو گے کہ یہ کتنا بڑا گدھا ہے۔؟

علّامہ بے دُم ——— اُستاد! میں ایسا خطرناک سچ بولنے کا قائل نہیں۔
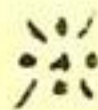
حسرتِ دیدار

منشی حسرت علی فراق عینک کا خانہ اپنی جیبوں میں ٹٹولتے رہے۔
اتنے میں جانِ جاناں نے پھر چلمن گرادی۔

اُن کی چوکھٹ

مس جُولی کی چوکھٹ سے بہت سے مونچھوں والے کھسیانی ہنسی ہنس کر چلدیئے۔

محبّت میں بٹوا کھویا گیا

شالیمار کلب کی 'شبِ ہوش رُبا' میں مجنوں کے دل وجگر تو محفوظ رہے۔ البتہ اُن کا بٹوا کھویا گیا۔

قمر العُلمار کا ارشاد

قمر العلمار علاّمہ بے دُم نے شمس العلمار علامہ ابو دانش ابن خلار سے کہا:— "علاّمہ اب یہ دنیا آپ کے رہنے کے لائق نہیں رہی!!"

بیماروں کی خبر گیری

علّامہ بے دُم جانسٹھ گئے ـــــــ چند روز کے قیام کے بعد انھوں نے ایک دن اُستاد بے بدل سے کہا :-

" میں نے آپ کی بستی میں ایک بزرگ کو دیکھا۔ وہ خضر صورت ہیں ـــــــ فرشتہ خصلت ہیں ـــــــ وہ سب کی خیروعافیت معلوم کرتے ہیں ۔ خاص کر بیماروں اور ضعیفوں کی خبر رکھتے ہیں۔ ان کو سب کی فکر ہے ۔ "

استاد بے بدل نے کہا :- " تم شاید مولا بخش گورکَن کا ذکر کر رہے ہو ، وہ سب بیماروں کی خبر رکھتا ہے ۔ "

——— (۶) ———

شیرِ وطن

ایک شیرِ وطن الیکشن ہار کر ——— دیوالیہ ہو گئے۔

پروفیسر جھپکی نے اُن کی دھاڑیں سُن رکھی تھیں ——— انھوں نے اس شیرِ وطن کو اپنے شہرۂ آفاق "ڈائمنڈ سرکس" میں ملازم رکھ لیا۔

ایک دن پروفیسر جھپکی کی ہدایت پر اُن کو شیر کی کھال پہنائی گئی ——— اور اُنھیں شیروں کے پنجرے میں دھکیل دیا گیا۔
اس پنجرہ میں ایک اور شیر موجود تھا ——— یہ شیر دیکھنے میں بہت خوفناک معلوم ہوتا تھا ——— شیرِ وطن اسے دیکھ کر بہت ڈرے۔

یہ دوسرا شیر آہستہ آہستہ شیرِ وطن کی طرف آیا ——— اور

پاس آکر کہنے لگا ——— "شاید تم اس لئے ڈر رہے ہو کہ تم سمجھتے ہو کہ الیکشن میں ہارنے والے ایک تم ہی شیرِ وطن اس سرکس میں ہو ——— ایسا نہیں ہے ——— میں بھی ایک شیرِ وطن ہوں ——— میں بھی اصلی شیر ہوں ——— ——— تم سے کم شیر نہیں۔

وہ نفرت کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے

اُستاد چیلین :۔ اس برصغیر میں پڑوسی ——— پڑوسی کے سہارے ہی زندہ ہے۔

بابو سوختہ :۔ اگر نفرت کے لئے پڑوسی نہ ہوتے تو وہ کس سے نفرت کرتے اور کیسے زندہ رہتے۔ ؟

اونچی ذات اور پیدائش پر فخر

اگر رتی لال اور تولہ رام اپنی اونچی ذات اور پیدائش پر فخر نہ کرتے تو خلاکت اور کمتری کے احساس ہی اُن کو مار ڈالتے۔

پردہ پوشی

اُستاد سقراطو :- سب کھدّر پہننے والے غریب سے تو
کھدّر نہیں پہنتے۔

اُستاد چپلن :- کھدّر آدمی کی دولت کو بھی چھپا لیتا ہے۔

سونے کی چڑیا

ماسٹر رام بھروسے :- سنا ہے کبھی ہندوستان سونے کی
چڑیا تھی۔

اُستاد اللہ رکھے :- ہاں تھی، اور اب بھی ہے۔

ماسٹر رام بھروسے :- اب بھی ہے۔؟

اُستاد اللہ رکھے :- ہاں، پہلے یہ انگریز چڑیماروں کے
لئے سونے کی چڑیا تھی، اب اپنے دیسی چڑیماروں کے
لئے ہے۔

دُودھ کی نہریں

ماسٹر رام بھروسے :- اُستاد انبنا مل جی کہتے تھے کہ آزادی کے

بعد دیش میں دُودھ کی نہریں بہیں گی۔

اُستاد اللہ رکھے :۔ بہہ رہی ہیں۔

ماسٹر رام بھروسے :۔ استاد! آپ کیسی باتیں کرتے ہیں۔؟
دُودھ کی نہریں کہاں بہہ رہی ہیں۔؟

اُستاد اللہ رکھے :۔ ماسٹر جی! ہماری نہروں میں جو کچھ بہہ رہا ہے۔ وہ حلوائی مٹھا رام کے "خالص دودھ" سے کچھ زیادہ مختلف تو نہیں۔

للی پُٹ ہٹلر

اپنے بے شمار سودیشی للی پُٹ ہٹلر نہ غصّہ کی چیز ہیں اور نہ ڈرنے کی ــــ یہ تو ہنسنے کی شے ہیں۔

سودیشی ــــ آبِ حیات

آدمی چشمۂ آبِ حیواں کو اُفق میں ڈھونڈتا رہا۔
سکندر تشنہ کام گیا۔

لیکن اپنے اہلِ حکمت نے اس کو ڈھونڈ نکالا ــــ
آبِ حیات کا چشمہ آدمی کے اندر ہی تھا ــــ آدمی

اپنی جہالت سے اپنے پیشاب کو نجاست سمجھ کر فری (مفت) بہاتا رہا ـــــ اصل میں یہی آبِ حیات تھا، اور یہی اس کے ہر مرض کی دوا تھی۔

انقلاب زندہ باد

اگر "انقلاب زندہ باد" کا نعرہ خالی معدہ سے بلند ہو تو اثر رکھتا ہے۔ طاقتِ پرواز رکھتا ہے۔

برہمچاریہ شادی

جب سے خلیفہ تتیّے نے سنا ہے کہ آچاریہ جی نے صرف ایک شادی کی اور وہ بھی برہمچاریہ ـــــ یعنی گڈّے اور گڑیا کی سی رُوحانی شادی ـــــ تو اُن کو آچاریہ جی سے گہری ہمدردی ہو گئی ہے۔

ایک اعلیٰ سودیشی صنعت

مقدمے بنانا ـــــ یہ بھی ایک اعلیٰ، خالص سودیشی انڈسٹری یا صنعت ہے۔

بابو طوطا رام ۔ بی ۔ اے ۔ ایل ۔ ایل ۔ بی وکیل ــ منشی سیانا رام ۔ کچہری کے گردان لالہ بھرا بالال ۔ داروغہ پولیس سادھو رام ۔ اس فن کے ماہر ہیں ۔

معالج بننے کے لئے ڈاکٹری پڑھنا ضروری نہیں

اپنے ہاں آدمی بغیر ڈاکٹری پڑھے ــــ دوا تجویز کرسکتا ہے ۔ اور علاج کرسکتا ہے ۔

ذکر اُستادوں کا

قمر العلماء علّامہ بے دُم کے ایک شاگرد نے کہا :۔

" ہمارے اُستاد کی کیا بات ہے ۔ انھوں نے شمس العلماء علّامہ ابو دانش کی کتاب پڑھے بغیر اس پر پچیس صفحہ کا ریویو (تبصرہ) لکھدیا ۔ "

شمس العلماء علّامہ ابو دانش کے شاگرد نے کہا :۔

" اور ہمارے اُستاد کی تو بات ہی کچھ اور ہے ــــ انھوں نے علّامہ بے دم کے تبصرے گن کر ہی ان کو فن تنقید اور تبصرہ کا استاد زماں قرار دے دیا ۔ "

بابو سوختہ :- اور پروفیسر جھپکی نے نہ علامہ ابو دانش کی کتاب پڑھی اور نہ علاّمہ بے دُم کے تبصرے ــــــــ لیکن انھوں نے دونوں کے لئے ایوارڈ کی سفارش کر دی ۔

بنارس کے فرقہ وارانہ فسادات

فرقہ وارانہ فسادات ــــــــ !

کیا ان سے چھٹکارا ممکن نہیں ــــــــ ؟

کیا یہ ہماری قومی زندگی کا اٹوٹ انگ ہیں ــــــــ ؟

جب بنارس میں فرقہ وارانہ فسادات ہوئے ــــــــ

تو ہمارے نیشنل پریس نے اپنا فرض حسب سابق ایمانداری سے ادا کیا ــــــــ کراہٹیں اور چیخیں بنارس سے باہر نہ پہنچیں، اور جنتا رام جی کو پتہ ہی نہ چلا کہ بنارس میں کیا ہوا ـ ؟

سرودے مہاتماؤں نے ہمیشہ کی طرح اپنا فرض ادا کیا ـــــ اور مصلحت کا مون برت رکھ لیا۔ اگر وہ فسادات کی مذمّت کرتے تو خواہ مخواہ ان روز مرّہ کے واقعات کو اہمیت حاصل ہوتی، اور دیش کی بدنامی ہوتی۔

منتریوں نے اپنا فرض ادا کیا۔ انھوں نے اس طرف دھیان ہی نہ دیا ـــــ ان کی اور اہم قومی مصروفیتیں تھیں۔ جلسے۔ جلوس۔ کانفرنسیں۔ استقبالیہ پارٹیاں۔ دورے۔ بھاشن۔ بیانات۔ اُودھگھاٹن اور سنگ بنیاد رکھنے کی تقریبات ـــــ مُردہ لیڈروں کی برسیاں، اور اپنی سال گرہ۔

کیا امن اور قانون کے محافظوں نے اپنا فرض ادا کیا؟

ہاں ۔ حسب سابق اس خوبی سے ـــــــــ کہ

فسادزدگان فسادیوں کو بھول گئے ۔

فسادات کی تحقیقات ۔

اس کی کیا ضرورت ہے ۔ ؟

سب جانتے ہیں کہ فسادات خود فسادزدگان کی

شرارت سے شروع ہوتے ہیں ۔ اور ان کی خانہ ویرانی کے

لئے ان کے علاوہ کوئی اور ذمہ دار نہیں ۔

بھائی جمّن کے ساتھ ہمدردی اور تعزیت ۔

اس کی ضرورت ہی نہیں ـــــــــ وہ تیس ۳۰ سال

سے ان حوادث سے " مانوس " ہو چکے ہیں ۔ وہ تو کبھی

کبھی یہ شکایت کرتے ہیں ۔ ٥

نظر لگے نہ کہیں اس کے دست و بازو کو

یہ لوگ کیوں میرے زخم جگر کو دیکھتے ہیں

رہی بات قوم کے اتحاد اور مستقبل کی ۔ ؟

چھوٹی اور کمزور قومیں اس کی فکر کرتی ہیں ـــــــ

ہمارا دیش ایک مہان دیش ہے ۔

مستقبل کی فِکر

پروفیسر حُقّنس :۔ مِلّت کو اپنے مستقبل کی فکر ہی نہیں ۔

استاد سقراطو :۔ جب مِلّت کو اپنے گزرے ہوئے پیروں کی برسیاں اور عُرس منانے سے فرصت ملے گی ۔ تب وہ اپنے مستقبل کی سوچے گی ۔

۷

دو نیک دل پڑوسی

دو پڑوسی تھے ——— ایک نابینا (اندھے) تھے ——

دوسرے ٹانگوں سے معذور لنگڑے تھے۔

دونوں کے درمیان دوستی۔ تعاون اور اشتراک کا معاہدہ ہوگیا۔

نابینا ——— لنگڑے کو اپنے کندھوں پر بٹھا کر لے جاتے ——— لنگڑے ان کو راستہ بتلاتے رہتے۔ اور اس طرح دونوں کو جہاں جانا ہوتا وہاں پہنچ جاتے۔

نابینا ——— لنگڑے پڑوسی کی آنکھوں سے دیکھتے اور لنگڑے ——— نابینا پڑوسی کی ٹانگوں سے چلتے تھے۔

اس طرح مدتوں ایک کا دوسرے سے کام نکلتا رہا ———

اور دونوں کا کام چلتا رہا۔

ایک دن بدقسمتی سے اُن دونوں میں لڑائی ہوگئی، اور لڑائی بھی سخت ہوئی۔ جب دوستوں کے درمیان دشمنی ہوجائے تو وہ دشمنی اتنی ہی گہری ہوتی ہے۔ جتنی گہری ان کی دوستی رہی ہو۔

ایک دن اچانک حضرت خضر نابینا کے کاشانہ میں پہونچے۔

انھوں نے نابینا سے پوچھا ـــــ بتاؤ تمہاری سب سے بڑی خواہش کیا ہے۔؟

ان کا خیال تھا کہ نابینا کی زندگی ایک لمبی اندھیری رات ہے۔ وہ اپنی آنکھوں کی روشنی ہی مانگیں گے ـــــ لیکن اُن کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب نابینا نے کہا:۔

"میری سب سے بڑی خواہش یہی ہے۔ کہ پڑوسی لنگڑے کی آنکھوں کی روشنی جاتی رہے ـــــ اُس کو اپنی بینائی پر بڑا گھمنڈ ہے۔"

اس کے بعد حضرت خضر پڑوس میں لنگڑے کے ہاں پہنچے۔

انھوں نے لنگڑے سے سوال کیا ـــــ تمہاری سب سے بڑی خواہش کیا ہے۔؟

حضرت خضر کا خیال تھا کہ یہ شخص اپاہجی سے اکتایا ہوا ہے۔

یہ اپنی ٹانگیں مانگے گا۔

لیکن وہ حیران رہ گئے۔ جب لنگڑے نے کہا:——

"مجھے کچھ نہیں چاہیئے۔ بس اس نابینا پڑوسی کی ٹانگیں ضائع ہو جائیں، تاکہ اس کا زعم ختم ہو جائے۔ اس کو اپنی چلتی ٹانگوں پر بڑا گھمنڈ ہے۔"

انسان کی وحدت

پتلون اور تہمد میں بڑا فرق اسٹائل —— گریڈ اور رتبہ کا ہے لیکن ان کے اندر ایک سا انسان ہے۔

یہ دنیا ہے

کتنی ہی بلبلیں نغمہ سرا ہوئیں اور اڑ گئیں ——

کتنے ہی طوطا رام بحث کر کے گئے ——

کتنے ہی نیتا مل بھاشن دے کر چل دیئے ——

کتنے ہی فرعون الٹی میٹم دے کر ٹر گئے ——

کتنے ہی کتّے بھونک کر آگے گئے ——

فرشتے کی مجبوری

یہ بیچارے فرشتہ بھائی نوری کی مجبوری تھی کہ وہ گناہ نہ کر سکتے تھے ——— ان کو انسان کی آزادی نہ ملی۔

پردہ داری

بھائی سقراطو :۔ ہنسی سے آدمی کے زخم چھُپ جاتے ہیں۔

استاد چیلن :۔ جو اشکوں کی کمی یا مجبوریٔ حالات سے رو نہ سکے۔ وہ ہنس تو سکتے تھے۔

مِلّت کا فسانہ

اس برّ صغیر کی مِلّت کا بس اتنا سا فسانہ ہے

——— کہ بھارت کی نصف مِلّت یعنی بھائی جُمّن

پاکستان کی نصف مِلّت بھائی ممّن کے لئے قربان

کئے گئے، خانہ خراب ہوئے ——— اور پاکستان

کی نصف مِلّت یعنی بھائی مُمّن خود اپنے ہاتھوں

خانہ خراب ہوئے۔

۸

کام حرام ہے

سادھو لٹور بابا اور پیر زُلفی بھی مانتے ہیں کہ آرام حرام ہے —— لیکن اس کا کیا کیجیے کہ کام اس سے زیادہ حرام ہے۔

آدمی ختم ہوجاتا ہے مقدمہ ختم نہیں ہوتا

ہندوستان میں جو چیزیں وراثت میں ملتی ہیں —— ان میں سے ایک دیوانی مقدمہ بھی ہے۔

شیر اور بکری کو برابر کے مواقع حاصل ہیں

استاد اللہ رکھے:- ہمارے ہاں شیر اور بکری کو برابر کے مواقع

حاصل ہیں۔

ماسٹر رام بھروسے :۔ اسی لئے اشوکا ہوٹل اور سپریم کورٹ کے دروازے سب شہریوں کے لئے کھلے ہیں۔

وجیٹرین ساہوکار

لال نیتا سردار لال سنگھ انگارا نے پوچھا :۔

وجیٹرین ساہوکار کے لئے جانور کا گوشت تو حرام ہے ——— لیکن آدمی کا خون تو حرام نہیں ———؟

شب زندہ دار

لیلیٰ اور مجنوں دماغ کی خشکی کی وجہ سے سو نہ سکتے تھے۔ اس لئے رات بھر محبّت کی باتیں کرتے رہے۔

۹

ابھی ایک سال اور.......

خلیفہ تیتیےؔ :۔ مسز پمپو پچھلے سال امریکہ گئی تھیں ۔ کیا وہ اس سال کہیں نہیں جارہیں ۔؟

مِس چنچل :۔ اس سال ان کا پروگرام سوئٹزرلینڈ جانے کا تھا۔ لیکن انھوں یہ سفر ملتوی کردیا ۔؟

خلیفہ تیتیےؔ :۔ کیوں ۔؟

مِس چنچل جانی :۔ اس وجہ سے کہ ان کی کُتیا کے ہاں بال بچہؔ ہونے والا ہے ۔

خلیفہ تیتیےؔ :۔ اس کے تو یہ معنی ہوئے کہ اُن کے جانثاروں ۔۔۔ دوستوں اور مہمانوں کو ابھی ایک سال اور ۔۔۔۔ ان کی امریکہ کی نو دریافت کے قصّوں اور لطیفوں ۔۔۔ سے

ہی محظوظ ہونا پڑے گا۔

"یہ کون ہیں ——— ؟"

ایک دن چنچل جانی اپنے بچوں کو اپنے بیتے ہوئے دِنوں کی البم دکھا رہی تھیں ——— ان میں ان کی شادی اور ہنی مُون کے بھی فوٹو تھے۔

ایک فوٹو میں وہ مسٹر رینگ کے ساتھ کھڑی تھیں۔ اس زمانہ میں مسٹر رینگ جوان اور خوبصورت تھے۔ بدن سڈول تھا۔ مونچھیں سیاہ تھیں ——— سر پر سیاہ بالوں کی لٹیں تھیں ———

بچوں نے فوٹو میں اس نوجوان کو دیکھ کر پوچھا ———

"ممی! یہ کون ہیں۔ ؟"

چنچل جانی بولیں:۔ "یہ تمہارے ڈیڈی ہیں ———"

ایک بچہ نے حیرت سے پوچھا:۔ یہ ڈیڈی ہیں ——— ؟ تو پھر یہ گنجے جو ہمارے گھر میں رہتے ہیں، کون ہیں ——— ؟

واپسی کی شرط

مرزا جانی کا ——— لاڈلی بیگم کے ساتھ نکاح ہوئے پندرہ

سال ہو چکے تھے ـــــــ اب وہ بلا اپنی خواہش اور ارادہ کے ـــــــ صرف اللہ کے فضل سے ـــــــ نصف درجن بچّوں کے باپ تھے ۔

ایک دن مرزا جانی کی لاڈلی بیگم سے لڑائی ہو گئی ـــــــ اور لڑائی بھی سخت ہوئی ـــــــ مرزا غیظ و غضب کی حالت میں سُسرال پہونچے ـــــــ اور سُسرال والوں سے بولے :-

"میں لاڈلی بیگم کو مزید اپنے گھر نہیں رکھ سکتا ـــــــ اب میرا ان کے ساتھ نبھاؤ ناممکن ہے ـــــــ میں ان کو ابھی یہاں بھیجے دیتا ہوں ـــــــ آپ اپنی لاڈلی کو اپنے گھر رکھئے ۔"

سارے سُسرال والے حیران تھے اور ان کی شکل تک رہے تھے ۔ کہ مرزا صاحب کس عمر میں کیا باتیں کر رہے ہیں ۔

سب کا خیال تھا کہ یہ باتیں زائد المیعاد ہیں ۔ اور اُن کا وقت گزر چکا ـــــــ لیکن سب دم بخود تھے ۔

جب لاڈلی بیگم کی نانی سب کچھ سن چکیں تو بولیں ـــــــ "تم لاڈلی بیگم کو واپس کرنا چاہتے ہو ؟ کر دو ـــــــ لاڈلی بیگم ہماری ہے ـــــــ ہم اس کو رکھ لیں گے ـــــــ لیکن شرط یہ ہے کہ اُسے جیسی لے گئے تھے ویسی واپس کرنی ہوگی ۔"

سب ہنسنے لگے ـــــــ اور مرزا جانی بھی اپنی کچھ سفید اور کچھ کالی کچگی ڈاڑھی اور مونچھوں کے ساتھ کھسیانی ہنسی ہنس رہے تھے۔

مجھے جھوٹ سے سخت نفرت ہے

بھائی الفو سارے دن ندیا کے کنارے ڈور اور کانٹا ڈالے بیٹھے رہے ـــــــ مچھلیوں کے انتظار میں۔

مچھلیاں آئیں ـــــــ انھوں نے کانٹے سے لگا چارا دیکھا ـــــــ لیکن سمدھنوں کی طرح تکلّف اور غیرت سے منہ نہ کھولا۔

آخر وہ سرِ شام ڈور کھینچ کر واپس چلے ـــــــ سوچتے تھے کہ کس لئے آئے تھے کیا کر چلے؟ اب بیگم کو کیا منہ دکھائیں گے۔؟

راستہ میں مچھلی مارکیٹ تھی ـــــــ مارکیٹ میں گئے اور ایک دکاندار سے بولے۔

" پانچ کلو سنگھاڑا مچھلیاں تول دو۔" اس نے تول دیں۔ پھر بولے۔" ان کو میری طرف اچھالو ـــــــ میں

پکڑ لوں گا۔"

دکاندار حیران تھا کہ آج بھائی الفو کو کیا ہو گیا ـــــ کل تک تو یہ بالکل ٹھیک تھے۔

دکاندار نے پوچھا ـــــ میں مچھلیاں آپ کی طرف اُچھالوں ـــــ آپ پکڑ لیں گے ـــــ اس کا کیا مطلب۔؟"

بھائی الفو :۔ "بات یہ ہے کہ اگر تم مچھلیاں میری طرف اچھالو گے ـــــ تو میں پکڑ لوں گا ـــــ اور پھر میں بیگم سے قسم کھا کر کہہ سکوں گا۔ کہ یہ مچھلیاں میں نے پکڑی ہیں ـــــ میں ناکام شکاری سہی، لیکن جھوٹا نہیں ہوں ـــــ مجھے جھوٹ سے سخت نفرت ہے۔"

بات کہنے کی نہیں

گواہ :۔ ـــــ پھر لڈّن خاں نے سیٹھ جی کو ایک بڑی فحش گالی دی۔

بابو طوطا رام وکیل :۔ بتاؤ کیا گالی دی۔؟

گواہ :۔ میں وہ گالی آپ جیسے شریف آدمی کے سامنے دہرا نہیں سکتا۔

بابو طوطا رام وکیل :۔ اچھا تو پھر یہ جج صاحب کے کان میں کہدو۔

بے ایمان بنک

بھولا رام نے سیانا رام جی کو اُن کے دونوں چیک واپس کرتے ہوئے ـــــ ذرا طرارہ کے ساتھ کہا :۔

"لیجئے سیانا رام جی ! بنک نے آپ کے یہ دونوں چیک واپس کر دیئے ۔"

سیانا رام جی :۔ "بات یہ ہے بھولا رام جی ! بنک والے بڑے وہمی ہوتے ہیں۔ جب کوئی آدمی دیکھتے ہیں صاحبِ حیثیت یا "اپٹوڈیٹ جنٹلمین" نظر نہ آئے تو وہ اس کو شبہ کی نظروں سے دیکھنے لگتے ہیں۔ اور اس کے حق میں بڑی رقموں کے چیک کیش کرتے ہوئے جھجکتے ہیں۔

بھولا رام :۔ نہیں ـــــ یہ بات نہیں ـــــ انھوں نے تو چیک یہ لکھ کر واپس کر دیئے کہ "رقم نہیں ہے۔"

سیانا رام :۔ بھولا رام جی ! بنک نے یہ لکھ دیا ؟ یہ بنیک بڑا بے شرم بنک ہے ـــــ اب میں اس بے ایمان بنک سے اپنا اکاؤنٹ ہی بند کر دوں گا۔ جب اس بنیک کے پاس رقم کا توڑا پڑ جاتا ہے ـــــ تو یہ بڑی ڈھٹائی سے یہ لکھ کر کہ "رقم نہیں ہے" اپنے معزز ترین ساہوکار اکاؤنٹ ہولڈروں کے بھی چیک واپس کر دیتا ہے۔

۱۰

محبّ وطن اور نیک افسران

بابو سوختہ کے ایک دوست جاپان سے ریاست موجپور تشریف لائے۔

معزز مہمان نے بابو سوختہ کو بتایا:۔

"میں نے کسٹم چیک پوسٹ پر چپراسی کو پانچ روپے ——— بابو کو دس روپے چھوٹے صاحب کو ولایتی سگریٹوں کا ڈبہ ——— اور بڑے صاحب کو ولایتی شراب کی بوتل، بطور نذرانہ دی۔ تب جان چھڑائی ———"

پھر مہمان نے ذرا توقف کے بعد پوچھا:۔

"سوختہ! کیا آپ کے وطن موجپور میں نیک اور محبِّ وطن اہلکار اور افسران نہیں ہیں۔؟

بابو سوختہ نے کہا :- کیوں نہیں ـــــ کیوں نہیں ـــــ ہیں۔ ہیں۔
لیکن وہ اِن سے زیادہ مہنگے پڑیں گے۔

طلسمِ فریب

اس ہفتہ مرزا جہاندار بیگ ـــــ بابو الفت علی وکیل کے پاس تین بار آئے ـــــ اور ہر بار انھوں نے اپنے وصیت نامہ میں ایک اہم نئی تبدیلی کرائی۔

جب مرزا صاحب چوتھی بار آئے ـــــ تو بابو اُلفت علی نے پوچھا :-

"مرزا صاحب! - آپ نے یہ وصیت تین سال پہلے لکھوائی تھی۔ ـــــ گذشتہ تین سالوں میں تو آپ نے اس میں ایک حرف کی بھی تبدیلی ضروری نہ سمجھی - اب اس ہفتہ آپ اس وصیت نامہ میں تین مرتبہ ردو بدل کرا چکے ہیں ـــــ کیوں -"؟

اب اس ہفتہ ایسے کون سے واقعات پیش آگئے کہ یہ تبدیلیاں ضروری ہوگئیں -؟

مرزا جہاندار بیگ :- وکیل صاحب محترم! قصہ یہ ہے کہ میرے ماموں زاد بھائی مرزا شہباز بیگ یوروپ میں ایک طویل

قیام کے بعد گزشتہ ہفتہ وطن واپس آئے وہ میرے لئے سہلِ سماعت کا ایک ایسا نازک اور باریک آلہ لائے، جو کان کے پیچ وخم میں ہی چھُپ کر رہ جاتا ہے۔ اور دیکھنے والوں کو نظر نہیں آتا ——— اب میں ایک ہفتہ سے "بھونپو" والا آلہ استعمال نہیں کر رہا ———

میرے رشتہ دار اور خاندان والے یہ سمجھتے ہیں کہ میں نے آلہ کا استعمال ہی ترک کر دیا ہے ——— اب وہ میری موجودگی میں میرے بارے میں بلا روک ٹوک۔ بلا جھجک، کھُل کر باتیں کرتے ہیں۔ اور اب ان کی باتوں سے ان کے مہر و وفا کی قلعی کھُل رہی ہے۔

میں سمجھتا تھا کہ میرے بڑے بھتیجے شاہین مرزا کی بیوی مجھ پر سو جان سے فدا ہے۔ اور ہر وقت میری صحت و سلامتی کے لئے ہی دعائیں کرتی ہے ——— میری منجھلی بہو میری ہر چھینک پر بےچین ہو جاتی تھی۔ میرا خیال تھا کہ سب سے زیادہ وہی میرے مرنے پر میرا ماتم کرے گی۔ اور اس کی چیخوں سے سب کے کلیجے شق ہو جائیں گے۔

میں نے اپنی وصیّت میں شاہین مرزا کی بیوی کے نام

'لال محل' اور منجھلی بہو کے نام 'شیش محل' لکھوایا تھا ___

اب سنئیے کل چھوٹی بہو نے شاہین مرزا کی بیوی سے کہا :-

" مبارک ہو، مبارک ہو ! سُنا ہے ___ بزرگوار نے اپنی وصیت میں لال محل تمہارے نام لکھ دیا ہے ___"

اس نے آہ بھر کر کہا :___ ہ

" آہ کو چاہیئے اِک عمر اثر ہونے تک
کون جیتا ہے تری زُلف کے سر ہونے تک "

منجھلی بہو بولی :- " بزرگوار کی رسّی دراز ہے ___ "

اور مبارک خانم جس کے حق میں ' میں نے بڑی حویلی لکھوائی تھی ۔ ___ اس نے کل کہا :-

" ماشاءاللہ بزرگوار کی خوراک عمر کے ساتھ ساتھ بڑھتی جا رہی ہے ___ "

دیکھا وکیل صاحب آپ نے ! یہ ہے دنیا ! میرے چہیتوں کو میرا کھانا بھی ناگوار ہے اور میرا جینا بھی اجیرن ہے ___ میں اب تک ایک طلسمِ فریب میں مبتلا تھا ۔

ابوالُفت علی :- تو اب آپ ان تینوں کے نام وصیت نامہ سے خارج کرانا چاہتے ہیں ___ ؟"

مرزا جہاندار بیگ :۔ نہیں اب تو میں وصیت ہی منسوخ کرنا چاہتا ہوں اور اپنی ساری جائیداد وقف علی اللہ کرنا چاہتا ہوں۔
——— یہ سارا مال اللہ نے مجھے دیا تھا۔ اب میں یہ مال اس کو ہی لوٹا دینا چاہتا ہوں۔

شاہ صاحب کا جامع صفات کپڑا

مولوی توکّل شاہ صاحب ——— لاہور کی کوتوالی میں داروغہ پولس بیرم خاں کے پاس پہونچے ——— اور داروغہ کو اطلاع دی کہ آج میرے سات کپڑے کھوئے گئے۔ داروغہ پولس نے شاہ صاحب سے گُم شدہ کپڑوں کی تفصیل پوچھی۔

مولوی توکّل شاہ نے بتایا۔ میرا ایک تہمد، ایک اوڑھنی، ایک فرشی چادر، ایک صافہ، ایک رومال، ایک جانماز، اور ایک دسترخوان کھوئے گئے۔

داروغۂ پولیس نے شاہ صاحب کی گم شدگی کی رپورٹ اپنے محرر کوتوالی سے تحریر کرادی۔

اتنے میں شاہ صاحب کا ایک شاگرد دوڑا آیا ——— اس کے ہاتھ میں قریب تین گز کا ایک کپڑا تھا۔

شاگرد نے یہ کپڑا توکّل شاہ صاحب کو دے کر کہا :۔ "لیجئے شاہ صاحب ! یہ مل گیا۔۔۔ یہ بستر میں لپٹ گیا تھا ۔"

مولوی توکّل شاہ صاحب نے داروغہ بیرم خاں سے کہا :۔

"خاں صاحب ! میری سب چیزیں مل گئیں ۔میری رپورٹ پر "بازیابی" نوٹ فرما دیجئے ۔"

داروغہ بیرم خاں نے حیرت سے کہا ۔

"شاہ صاحب ! آپ نے تو سات کپڑوں کی گمشدگی کی رپورٹ کرائی ہے ۔۔۔۔۔ یہ تو ایک ہی کپڑا ہے ۔"

مولوی صاحب ہنسے اور کہنے لگے :۔

"خاں صاحب ! بات یہ ہے ۔کہ جب میں اس کپڑے کو باندھ لیتا ہوں ۔تو یہ میرا تہمد ہوتا ہے ۔۔۔۔۔ اگر اسے اوڑھ لوں تو یہ میری اوڑھنی ہے ۔۔۔۔۔ اور جب میں اسے زمین پر بچھاتا ہوں تو یہ ایک فرشی چادر ہے ۔۔۔۔۔ جب اسے سر پر باندھ لیتا ہوں تو یہ میرا صافہ ہے ۔۔۔۔۔ جب میں اس کو نماز کے لئے بچھاتا ہوں تو یہ جانماز ہے ۔۔۔۔۔ جب میں اس پر کھانا رکھ کر کھاتا ہوں تو یہ میرا دسترخوان ہے ۔۔۔۔۔ اور جب میں اسے کندھے پر ڈال لیتا ہوں تو یہ میرا

رومال ہے ـــــ"

خیر سے بُدھو گھر کو آئے

سردار عاقل خاں صاحب کا قد ـــــ ماشاء اللہ اتنا تھا کہ جب ایک معمولی آدمی دوسرے معمولی آدمی کے کندھوں پر کھڑا ہوتا تب وہ خاں صاحب کی مونچھوں کو چھو سکتا تھا۔

ان کا جسم ماشاء اللہ اتنا تھا کہ جب دو معمولی آدمی" من تو شدم، تو من شدی" کے مصداق واقعی ایک ہو جاتے تب شاید ان کے جسم کو پہونچ سکتے تھے۔

گو عاقل خاں صاحب عاقل بھی تھے اور بالغ بھی ـــــ لیکن ان کی عقل ان کے قد کو نہ پہونچ سکتی تھی اور نہ ان کے جسم کا احاطہ کر سکتی تھی ـــــ اس کے بارے میں زیادہ رائے زنی خطرہ سے خالی نہیں۔

ہاں تو خاں صاحب نے ایک کُتّا پالا ـــــ کُتّا انگریزی نسل کا تھا ـــــ شیر کی طرح خوبصورت اور بارعب ـــــ خاں صاحب نے بہت سوچ وچار کے بعد اس کا نام "بُدھو" رکھا۔ اس میں ایک مصلحت بھی تھی کہ بیگم غیرت اور حمیت سے ان کو اپنا "سرتاج"

ہی کہیں، اور کبھی بدھو نہ کہیں اور نہ سمجھیں۔

پھر آقا اور وفادار خادم میں اتنا فرق تو ہونا ہی چاہیئے ـــــ کہ وہ عاقل خاں ہیں اور وہ بدھو ـــــ پھر آج کل کے آقا نیتا مل جی اور وفادار بیگا میں بھی اتنا ہی فرق ہے۔

بدھو بیمار ہو گیا ـــــ عاقل خاں صاحب نے اس کا بہت علاج کرایا، لیکن اس کو صحت کاملہ نصیب نہ ہوئی ـــــ اس کی طبیعت اکثر ناساز ہی رہتی تھی ـــــ ان کو بدھو سے اتنا اُنس ہو چکا تھا۔ کہ اب اسے دستکار بھی نہیں سکتے تھے۔

ایک دن ان کو پتہ لگا کہ باؤلے اور باہوش کُتّوں کے علاج کی ایک ماہر لیڈی ڈاکٹر ـــــ ڈاکٹر پیلی بمبئی سے دِلّی آئی ہیں۔ اور ایک پانچ اسٹار والے ہوٹل میں انکا قیام ہے۔

عاقل خاں صاحب کے لئے بس اشارہ کافی تھا۔ وہ اپنے بدھو کو لے کر ڈائمنڈ ہوٹل میں پہونچ گئے۔ ڈاکٹر پیلی نے ہوٹل کے ایک کمرہ میں اپنا مطب لگایا تھا۔ باہر کُتّے اور ان کے مالکان صف آرا تھے۔ کُتّے اعلیٰ نسل کے تھے، اور تربیت یافتہ تھے۔ ـــــ اور ان کے مالکان بھی انہی جیسے اعلیٰ نسل تربیت اور سلیقہ کے تھے ـــــ دونوں ایک دوسرے سے زیادہ

بانکے اور خوبصورت تھے۔

ڈاکٹر پیلی کا علاج اتنا مہنگا تھا کہ کوئی اس کے مؤثر ہونے میں شک نہیں کرسکتا تھا۔

ڈاکٹر صاحبہ کی فیس اتنی اونچی تھی کہ "احبابِ سگ" ان کے علاج کی قدر کرتے تھے۔

عاقل خاں صاحب بدھو کو لے کر پہونچے اور ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔

اتنے میں ڈاکٹر پیلی کی اسسٹنٹ مس چلبلی نمودار ہوئیں۔ عاقل خاں صاحب ان کا حسن وجمال اور بپھرتا ہوا شباب دیکھ کر دل پکڑ کر رہ گئے ـــــ وہ سوچ رہے تھے کہ شاید یہ ڈاکٹر پیلی کا پہلا انجکشن ہے ـــــ انھوں نے عاقل خاں صاحب کے قریب آکر پوچھا:-

"نام ـــــ ؟"

انھوں نے کہا ـــــ "عاقل خاں"

وہ مسکرائیں ـــــ کیا جادو تھا اس مسکراہٹ میں ـــــ پھر ایک انداز سے بولیں ـــــ "کیا یہ بہت عقلمند ہے۔ ـــــ کہ اس کا نام عاقل خاں رکھا ہے ـــــ ؟"

جتنے "کتوں کے وفادار" جمع تھے سب ہی ہنس پڑے۔ عاقل خاں صاحب بہت شرمندہ ہوئے ــــ بولے ــــ "میڈم! میں یہ سمجھا تھا کہ آپ میرا نام پوچھ رہی ہیں ــــ اس کا نام تو بدھو ہے ــــ" پھر ایک قہقہہ بلند ہوا۔

"عاقل خاں نے ایک کتا پالا ــــ وہ بھی بدھو" ــــ اس شوخ ستمگر نے کہا ــــ

ایک اور قہقہہ بلند ہوا۔

عاقل خاں صاحب اس شوخ کی طرّاری پر پریشان ہو گئے۔ انھوں نے بڑے ضبط سے کام لیا۔ دل ہی دل میں کہہ رہے تھے "یہ اپنے زنانی ہونے کا ناجائز فائدہ اٹھا گئی ــــ اگر یہ مرد ہوتی تو میں اس کا منہ توڑ ڈالتا ــــ"

وہ جا چکی تھی ــ تیر کی طرح ــــ

تھوڑی دیر بعد ــــ پردہ کے پیچھے سے ایک اور جلوہ نمودار ہوا ــــ یہ ڈاکٹر بیلی کا اردلی دجنگو بھائی لٹّو والا' تھا ــــ اس نے عدالت کے اردلی کی طرح صدا بلند کی۔ اور آواز لگانے میں اتنا زور لگایا کہ دوہرا ہو گیا۔

"عاقل خاں ــــ عاقل خاں حاضر ہے ــــ"

یہ شخص ساڑھے چار فٹ کا تھا ـــــ نازک بدن تھا ـــــ بڈے کی نسل کا تھا ـــــ سر پر پگڑی بہت بڑی تھی ـــــ مونچھیں بہت بڑی تھیں ـــــ اپنی بساط سے زیادہ ـــــ وہ اپنی بڑی پگڑی اور بڑی مونچھوں کی وجہ سے ایک "وی۔آئی۔پی۔" ایک بہت اہم آدمی معلوم ہوتا تھا۔

جب خاں صاحب نے جنگو بھائی کی للکار سُنی تو بدھو کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اور خود کمرہ میں لپکے۔

اندر جا کر دیکھا ـــــ ڈاکٹر بیلی صاحبہ ایک بڑی کُرسی پر بیٹھی تھیں ـــــ وہ خود بہت مختصر تھیں، لیکن کرسی بہت بڑی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ ان کی کرسی اس لئے تھی کہ وہ اس پر کھڑی ہوں نہ کہ اس پر بیٹھیں۔

وہ عاقل خاں صاحب کو دیکھ کر غصّہ میں اُچھلیں ـــــ اب وہ اپنے غصّہ کی وجہ سے پوری طرح نظر آنے لگی تھیں۔ ـــــ وہ 'جنگو بھائی لٹّو والا' پر برسیں۔

"ڈیم فول ـــــ ہم نے بلایا تھا عاقل خاں کو تم لے آیا ـــــ بُدّھو کو ـــــ"

عاقل خاں صاحب کو بڑا غصّہ آیا ـــــ وہ بولے:۔

"میم صاحب! آپ زبان سنبھال کر بولئے ـــــــ"

میم صاحب نے اور زیادہ غصّہ سے کہا :-

"علاج ہم کو عاقل خاں کا کرنا ہے ـــــــ یا تمہارا؟ ـ ہم تمہارا معائنہ کر کے عاقل خاں کا علاج کیسے کر سکتا ہے ـ؟ نان سینس! جاؤ عاقل خاں کو بھیجو ـــ!"

عاقل خاں صاحب غیظ و غضب کی حالت میں میم صاحب کی طرف جھپٹے ـ

جنگو بھائی لٹّو والا ایک جنگلی مرغ کی طرح اُن پر حملہ آور ہوا ـ خاں صاحب نے غصّہ میں اس پر ہاتھ مارا یہ اچھا ہوا کہ جنگو بھائی پہلے لٹّو کی طرح گھوما اور پھر قلا بازی کھا گیا ـــــــ ورنہ خطرہ تھا کہ اُس کی گدّی خاں صاحب کے ہاتھ میں آجاتی اور قتل کا ایک کیس رجسٹر ہوتا ـــــــ اس کی پگڑی گر گئی ـــــــ اور خبر نہیں کیسے اس کی بڑی بڑی مونچھیں خاں صاحب کے ہاتھ میں آگئیں ـــــــ انھوں نے لاحول پڑھتے ہوئے اس کی مونچھیں زمین پر پھینکدیں ـ

وہ بدھو کو لے کر غیظ و غضب کی حالت میں چلے آئے ـ

جب بیگم نے یہ داستان سُنی تو منہ پر ہاتھ کا پردہ کیا ـــــــ اور بدھو کی طرف رُخ کر کے بولیں :- "خیر سے بدھو گھر کو آئے ـ"